ملاحظات ادبیہ

از

(جناب مولانا ابو محفوظ الکریم معصومی لکچرر تاریخ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

اس مضمون کا تعلق ہندوستان کے جلیل القدر ادیب مولانا عبدالعزیز میمنی مدظلہ کے شائع کردہ مجموعۂ قصائد و منظومات عرب "الطرائف الادبیۃ" سے ہے، یہ مجموعہ مولانا کا وہ خاص تحفہ ہے جسے آپ نے اپنی علمی سیاحت سے واپسی پر حلقۂ ارباب علم و ادب میں پیش کیا تھا اس کی طباعت آج سے پندرہ برس پیشتر سنہ ۱۹۳۷ء میں لجنۃ التالیف والترجمہ والنشر کے روح رواں احمد امین کے خاص اہتمام سے ہوئی تھی؛ الطرائف کے دو حصے ہیں ان میں سے القسم الاول دیوان الافوہ اودی دیوان شنفری ازدی و دیگر متعدد قصائد فرائد پر مشتمل ہے؛ اعظم گڈھ کے موقر مجلہ معارف اور کلکتہ مدرسہ میگزین بابتہ ماہ مئی سنہ ۱۹۵۱ء کے القسم العربی میں اسی حصہ کی ایک نظم "قصیدۃ العروس" کے متعلق راقم السطور کے مضامین شائع ہو چکے ہیں پیش نظر مضمون میں بھی القسم الاول ہی سے متعلق چند باتیں ذیل میں پیش کی جائیں گی؛

مجھے مولانا موصوف کی کتابوں سے بے حد شغف اور ان کے ٹھوس ادبی خدمات سے والہانہ عقیدت ہے ذیل کی سطریں یا پیشتر جو مضامین شائع ہو چکے ہیں ان کے پس پردہ دراصل یہی عقیدت کارفرما ہے

الطرائف میں بہتیرے ایسے مقامات ملتے ہیں جن کی تصحیح نہیں کی گئی اور ان مقامات پر "کذا" "کذا فی الاصل" یا سوالیہ نشانات کے ذریعہ تنبیہ کر دی گئی ہے جیسا کہ عصر حاضر کے محققین و مصححین کا طریقہ ہے، ان مقامات میں سے بعض کی تصحیح کی صورت میرے ذہن میں بھی آئی چنانچہ سطور آئندہ میں پوری تفصیل ملے گی؛ الطرائف کے ذیول و حواشی نہایت قیمتی اور پراز معلومات ہیں لیکن بعض مراجع کی مدد سے منکشف ہوا کہ شاید اختصار پسندی کی بنا پر مولانا نے بعض روایتی اختلافات کو نظر انداز کر دیا ہے، ان

میں سے بعض اہم لفظی اختلاف کی تصریح ضروری معلوم ہوتی، اسی طرح چند تصحیفات کی تصحیح کی بھی جرأت کی گئی ہے۔

الفراع | الطرائف ص ۴۶، شطر ۹۵، ابو النجم العجلی:

کَطَادِیَۃٍ تَجۡنِیۡ فَـــرَاعِ عُجۡجَلِ

میری گفتگو کا تعلق لفظ (فَرَاعٌ) بالعین سے اس لفظ کی تفسیر شرح میں اس طرح کی گئی ہے:۔

الفراع حوض من ادم اھ مولانا نے کتب لغت کی طرف مراجعت فرمائی پر اس لفظ کا سراغ حوض کے معنی میں کہیں نہیں ملا جیسا کہ حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔ قولہ الفراع حوض، لا اعرفہ، و فی مسند التاج الفراع بالکسر ما علا من الارض وارتفع وجمعہ فرعۃ اھ (تعلیق ۹۵)

اصل یہ ہے کہ " فراع " بالعین حوض یا برتن کے معنی میں عربی زبان میں کہیں نہیں آیا اور اس لفظ کے مادہ کو حوض کی خصوصیت معنوی سے کوئی مطابقت ظاہری نہیں، (فراع) اپنے مادہ کے اعتبار سے ارتفاع و علو کے معنی بتاتا ہے اور حوض کے لئے خلاء، وسعت اور گہرائی ضروری ہے لہذا (فراع) اور اس کی تفسیر مذکورۂ بالا میں تطبیق کی صورت ممکن ہی نہیں کہ حوض کے معنی پر دلالت کرے، حوض کی معنوی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس لفظ کے اصل قالب تک پہنچ سکتے ہیں، لفظ (فراع) کو اس قالب سے بڑی مشابہت ہے البتہ ان دونوں میں ایک نقطہ کا فرق ہے ایسی صورت میں کتابت کی تصحیف عام طور پر پائی جاتی ہے اس ایک نقطہ کے اضافہ سے حوض کے معنی ظاہر کرنے کے لئے جس قالب کا تعین ہو سکتا ہے (فراغٌ) بالغین المعجمہ ہے نہ کہ (فراع) بالعین، اب اصولِ لغت کی مراجعت کی جاتے تو اس خیال کی تصدیق ہو جاتے گی، لفظ کی صحیح صورت میرے ذہن میں جس طرح آئی بے کم و کاست اسی طرح بیان کر دینا مناسب معلوم ہوا ورنہ اس تطویل کی ضرورت ہی کیا تھی:

اب آپ کے سامنے نص لغوی بھی پیش کئے دیتا ہوں۔

صاحب لسان نے مشہور امام لغت اصمعی کے حوالہ سے (الفراغ) کے معنی (حوض من ادم) نقل کئے ہیں اور اس سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ اصمعی نے استشہاد میں ابو النجم کے اسی شطر کو

پیش کیا ہے اصل عبارت حسب ذیل ہے:

عن الاصمعی: الفراغ حوض من ادم واسع ضخم قال ابو النجم:

طاف به جنبیٔ فراغ عثجل

ویقال عنی بالفراغ ضرعها انه قد جفَّ ما فیه من اللبن فتغضّن اھ (لسان ج ۱۰/ ۳۲۸)

لفظ کی صحیح صورت معلوم کر لینے کے بعد شاید اس تصریح کی ضرورت نہ سمجھی جائے کہ (ف) کو کسرہ کی حرکت ہوگی نہ کہ ضمہ کی، تاہم مزید توثیق کے خیال سے قاموس کی یہ عبارت پیش کی جاتی ہے

کَکِتاب العِدل من الاحمال، وحوض واسع ضخم من ادم والاناء اھ (ف رغ)

اس شطر کا لفظی اختلاف بھی ملحوظ رہے کہ الطرائف میں (طاویۃ) اور لسان العرب میں (طافَ بہ) ہے لسان کی روایت اصل کی تصحیف پر مبنی ہے ورنہ روایت صحیحہ (طاویۃ) ہے تاج العروس کی روایت بھی یہی ہے (ج ۶/ ۲۶) لسان کے مصحح نے (طاف بہ) کے متعلق "کذا فی الاصل" کہہ کر تاج کی روایت کو مناسب قرار دیا ہے غور کیا جائے تو (طاویۃ) کا (طاف بہ) کی شکل اختیار کر لینا کاتب کی ادنیٰ بے توجہی سے ممکن ہے، مخطوطات کی تصحیح کرنے والے جانتے ہیں کہ ناسخین کی ستم ظریفی صحیح الفاظ کو اس سے زیادہ عجیب وغریب ہیئت عطا کرتی ہے، تاج میں شطر ۱۲ بھی موجود ہے۔

عن الطرائف ص ۲۸: عدی بن الرقاع کے بیت ۲ کی شرح میں ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

قال ابو یوسف: سمعت هشاما المکفوف یحکی عن ابی عمرو عن الاصمعی (کذا)

وکذالک الادواء مضمومة نحو النحاز الرداع والقلاب قال ابو عمرو وهو السواف بالفتح اھ

اس عبارت کی تصحیح میں مولانا نے بین القوسین المربعین حرف (عن) بڑھایا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور مشکل پیش آگئی جس سے تقصّی کی کوئی صورت نظر نہیں آئی تو ہلالین کے درمیان (کذا) کا اضافہ کر دیا، مجھے یقین ہے کہ جو مشکل ان کو پیش آئی وہ در اصل حرف (عن) کے اضافہ سے پیدا ہوئی: لسان میں یہی عبارت زیادہ مکمل طور پر موجود ہے اس کی عبارت پیش نظر ہو تو تصحیح کی صورت

ظاہر ہوجاتی ہے لہٰذا عبارت نقل کی جاتی ہے۔

قال ابن السکیت: سمعت هشاما المکفوف یقول لأبي عمرو إن الأصمعي یقول: السواف بالضم ویقول الأدواء کلها جاءت بالضم نحو النحاز والدکاع والزکام والقلاب والخمال قال ابو عمرو هو السواف بالفتح اھ (لسان ج ۱۱/۳۶ سوف)

میرے خیال ناقص میں مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں تصحیح اس طرح ہونی چاہیے:

قال ابو یوسف: سمعت هشاما المکفوف یحکي لأبي عمرو عن الأصمعي [یقول السواف بالضم] وکذلک الادواء مضمومة الخ ابو یوسف اور ابن السکیت کے درمیان صرف کنیت اور نسبت کا فرق ہے:

الرکاع | مذکورۃ الصدر عبارت میں امراض کے جو نام آئے ہیں ان کی تصحیح میں بھی مولانا نے یقیناً بڑی زحمت اٹھائی ہے، ورنہ اصل نسخہ میں ان مفردات کی صورتیں مسخ ہو چکی تھیں چنانچہ حاشیہ ۱ پر ان کی اصلی صورت کو محفوظ کر دیا گیا ہے: الاصل (النحاس الرکاع .... العلاث)

مجھے ان میں سے صرف ایک لفظ کی تصحیح سے اختلاف ہے، مولانا نے (الرکاع) کی صحیح صورت (الرداع) تجویز فرمائی ہے، ان دونوں میں صورۃً کچھ مشابہت ضرور ہے لیکن اقرب الی الصواب یہ ہے کہ (الرکاع) کی صحیح شکل (الدکاع) کو قرار دیا جائے، (الد) کا (الر) بن جانا بہت آسان ہے لیکن (داع) کا (کاع) بن جانا نسبۃً مستبعد ہے، نیز لسان العرب کی مذکورہ بالا عبارت میں (الرداع) کے بجائے (الدکاع) ہے، دکاع کی تفسیر کے لئے لسان کی عبارت ملاحظہ ہو:

الدکاع سعال یأخذ الابل وقیل داء یأخذ الابل والخیل فی صدورها کالسعال

قال القطامی: تری منه صدور الخیل زورا کأن بها نحازا أو دکاعا اھ (ج ۹/۴۴)

الشفاق | الطرائف ص ۱۵، ب: الصلا فی الشقاق بالشین والقاف مولانا میمنی کے نزدیک صحیح ہے ارشاد فرماتے ہیں: الشفاق الشفقة مصادر اختلفت به المعاجم اھ (تعلیق ۱)

مولانا نے اس منظومہ کے ابیات کی تخریج نہیں کی ہے بلوغ الارب (ج ۲/۲۸۷) میں اس کے

بعض ابیات باختلاف الفاظ موجود ہیں۔ بظاہر شعاق بمعنی شفقت یہاں پر چسپاں ضرور ہے لیکن اس مصدر کا ثبوت معاجم کے علاوہ مجامیع ادبیہ سے بھی شاید ہی بہم پہنچے، بلوغ الارب میں (الشعاق) بالشین والقاف چھپا ہے اس کو تصحیف مطبعی قرار دینا آسان تھا لیکن کتاب المحبر لابن حبیب جو ۱۳۶۱ھ میں حیدرآباد سے شائع ہوتی ہے اس میں بھی (الشعاق) بالقاف ہی چھپا ہے (المحبر ص ۳۲۶) غرض شعاق بالفاء کی صحت محتاج ثبوت رہی۔ ظن محض یا نسخۂ شنقیطی کے اعتماد پر اس لفظ کی تثبیت مناسب نہیں جبکہ اس نسخے کے متعلق مولانا خود فرماتے ہیں : ولم یخل من اغلاط اھ

عَبَر | ص ۱۵، ۱ب : وجاء وا الخ اس لفظ پر مولانا کا حاشیہ ہے : ھو جمع عبرۃ او بالفتح الدمع اھ بلوغ الارب اور کتاب المحبر کے صفحات محولۂ بالا میں (غبر) بالمعجمہ ہے، اس لفظ پر کسی نے المحبر کے اصل نسخہ میں یہ تعلیق لکھی ہے جمع غبرۃ من التراب اھ مفہوم کے اعتبار سے بھی اس کا موزوں ہونا واضح ہے، اگرچہ (عبر) بالعین پڑھنے کی بنا پر بھی مفہوم میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی تاہم میرے خیال میں اصح (غبر) بالمعجمہ ہے، کتاب المحبر میں اس منظومہ کے پانچ ابیات لفظی اختلاف کے ساتھ ملتے ہیں ان اختلافات کا ذکر باعث تطویل ہوگا۔

مکتتبٌ | الطرائف ص ۱۰۰، ۲۲ب : مستضرع الخ شرح میں بھی دو بار (مکتتب) کا لفظ مذکور ہے یہ اگر خطاء مطبعی نہیں تو یقیناً تصحیف فاحش ہے، صحیح لفظ (مکتنت) ہے (لسان ج ۱۰/۱۹۱، تاج العروس ج ۵۷۹/۱)، الاکتنات : الخضوع والرضا (قاموس)

زَناء الحامیین | الطرائف ص ۹۹ ۱۳ب : شأس الھبوط الخ لفظ "زناء" کو مولانا نے کسرہ کی حرکت دی ہے لسان العرب میں یہ شعر دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ (لسنغ فسنغ) بالضم ضبط کیا گیا ہے لیکن صحیح ضبط بفتح الزاء ہے فیروزآبادی کا قول ہے : الزناء کسحاب (قاموس)، زمخشری کا بیان ہے : زناء ھو فی الصفات نظیر براء وجواد وجبان الخ (الفائق ج ۱ ص ۲۷۰) ابن الاثیر نے النہایہ میں اور زبیدی نے تاج العروس میں زمخشری ہی کے قول کو نقل کیا ہے (تاج : ۱/۱۴۷)۔

تَوَاقِر | ص ۱۱۴، ۱ب : صحیح تواقر بالزاء ہے اس لفظ کی تصحیح مع سند لغوی میرے مضمون مطبوعہ معارف

میں گذر چکی ہے یہاں لسان العرب کے ماخذ کی تصریح کردی جاتی ہے۔

لسان کی عبارت ابو عبید القاسم بن سلام کی کتاب الغریب المصنف سے منقول ہے، ابو عبید کے الفاظ باب ما خالفت العامة فيه لغات العرب من الكلام کے تحت یہ ہیں: وهي قاقوزة وقاقزة وهي التي تسمّى ناقزة (ملاحظہ ہو مجلد ۸۸ ZDMG، راموز ۹ سطر ۶-۷، ج ۶۹ صفحہ ۱۵۱ء) اس لفظ کا استعمال الاقیشر اپنے ایک بیت میں کرتا ہے:

أفني تلادي وما جمعت من نشب ... قرع القواقيز أفواه الأباريق

اس کے بعد دو بیت اور ہیں (الشعراء: ابن قتیبة ص ۲۱۹، طبع المعاہد سنہ ۱۹۳۲ م)

سطور ذیل میں چند اہم روایتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

ص ۷، ج ۳: ببرقة ذات كهف بجائے ببرقة ضاحك (یاقوت، ج ۱/ ۵۸۸)

ص ۸، د ۳: یاقوت ایضاً، بہ روایت کاساد العزهیة (یاقوت ج ۲/ ۲۱۶)

ص ۹، ھ ۲: القتیبی کی روایت تعج بتقديم العين على الميم (معانی القتیبی: ص ۲۳۲ حیدرآباد)

ص ۳۶، ای ۲: سمير الليالي بجائے سجيس الليالي (تفسیر الطبری ج ۷/ ۱۳۹، الشعراء ص ۱۸ طبع المعاہد صحاح "سمر"، الاغانی وغیرہ)

ص ۳۹، ھی ۲۰: عمرو ابن هطه بجائے سعد بن مالك (یاقوت ج ۱/ ۳۴۰)

ص ۶۳، شطر ۴۸: روایت الإِيّل بالفتح والكسر بروزن قنّب وسيّد، نیز ابن الاعرابی کی قرأت میں یائے مشدد کے بجائے جیم مشدد یعنی الإجّل بروزن قنّب وقبّر ہے (تاج العروس ج ۴/ ۱۸۳، ج ۷/ ۲۴۴، ۲۱۵، لسان ج ۸/ ۲) ابدال الياء بالجيم لغت قليلہ ہے (التاج بر موقع، الشعراء ص ۲۹ رسالة النضر بن شميل في الحروف العربية ص ۱۶۲ طبعة بيروت، او غنست ہفنر)

ص ۶۷، شطر ۱۲۹: المہلبی کی روایت من حبّ عادٍ ہے بجائے من نحت عادٍ کے یاقوت کی تصریح ہے: قال محمد بن ابي عبيدة المهلبي البئر التي بالماوية وهي بئر عادية لا يقلّ

ماءھا ولو وردھا جمیع اھل الارض دایاھا عنی ابو النجم العجلی حیث قال: من عجب الخ

المادیۃ ج ۴/۴۵۴)

ص ۹۸، شطر ۱۵۲ : فی سرطم ھادٍ بجائے وکاھل ضخم ، سرطم بروزن جعفر و زبرج (تاج العروس

ج ۸/۱۴)

ص ۴۷ شب : ابن قتیبۃ کی روایت عاریۃ بجائے عادیۃ اور رھج بجائے ذنب ہے ۔ قال

القتیبی : العاریۃ الناس لانھا لا تکسی شیئاً الا اکلتہ ورھجھا دخانھا شبھہ بالغبار

معانی القتیبی صلـ۴۳۱

ص ۸۷، شب ۲۸ : مصرعہ ثانی کتاب الاغانی میں اس طرح ہے :

حیاء یکف الدمع ان یتطلعا (ج ۵/ ۱۲۷)

ص ۸۷، شب ۲۹ : صدر البیت کے الفاظ کتاب الاغانی میں اس طرح ہیں :

تبرض عینیہ الصبابۃ کلما

ص ۹۶ شب : معجم البلدان کی روایت دکناء ملحمۃ ہے بجائے سیضاء محملقۃ کے (ج ۲/۳۹)

نیز بیضاء محکمۃ کی روایت بھی موجود ہے (ج ۳/ ۳۴) معجم الشعراء للمرزبانی میں بیضاء کے بجائے غبراء

ہے :

(ف) کہا جاتا ہے کہ اس مضمون کو سب سے پہلے بنی عقیل کے ایک جاہلی شاعر نے باندھا تھا

اس کا شعر حسب ذیل ہے :

یثیران من نسج الغبار علیھما قمیصین اسمالا ویرتدیان

اس کے بعد مشہور شاعرہ خنساء اسی مضمون کو اس طرح ادا کرتی ہے :

جارہ اباہ فاقبلا وھما یتعاوران ملاءۃ الحضر

اخیر میں عدی بن الرقاع اسی مفہوم کو پیش کرتا ہے

یتعاوران من الغبار ملاءۃ بیضاء محکمۃ ھما نسجاھا (یاقوت بعان)

ص ۹۸ ب[۲]: لسان اور تاج میں تنبہم کے عوض ان تنہئم ہے (لسان، نصح، تاج ج ۵/۵۲۵)

ص ۹۸ ب[۸]: لسان میں بجائے الحائل، الموائل ہے۔ ابوالہثیم کے نزدیک مضطلع کے عوض مطّلع بالادغام بھی روایت صحیحہ ہے ابن السکیت کا قول ہے: لا یقال ھو مطّلع بحمله، لیکن اللیث اور احمد بن حاتم کے بیان سے ابوالہثیم کو تقویت پہنچتی ہے، اختلاف کی یہی نوعیت ابن مقبل کے اس مصرعہ میں بھی ہے: مناطویل نجاد السیف مطّلعُ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے لسان (ضلع) اور تاج العروس (ج ۵/۴۳۵، ۴۴۲)

ص ۹۹ ب[۹]: تاج العروس میں بعضہم کی جگہ وتدھم ہے، شمر کی روایت میں من ذی زوائد کے عوض مقابل الخطو ہے (تاج، ج ۶/۱۲، لسان ج ۱۰/۱۱۷)

ص ۹۹ ب[۱۲] لسان اور تاج دونوں کی متفق روایت عنابھا بجائے عنا بھارل، شرح تاج، ج ۳۹۷/۵) عنان کسحاب دیار بنی عامر میں ایک وادی کا نام ہے (قاموس، یاقوت ج ۳/۴۷۳)

ص ۹۹ ب[۱۳]: تتشیع کے عوض تشیع بھی روایت صحیحہ ہے، تشیع بالامر یشیعا و تشاعۃ ضاق به ذرعاً (اللسان ج ۹/۳۵۷) التاج، ج ۵/۹۷۵، ج ۶/۳۴)

سردست انھی سطروں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ روایات و الفاظ کے جملہ اختلافات پیش کئے جائیں تو بہت ممکن ہے کہ بعض قارئین پریشان خاطر ہو جائیں، میں نے معانی القبتی کے بعض حوالے صرف اس خیال سے پیش کئے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ فوائد اس مضمون میں جمع ہو جائیں ورنہ یہ تو الکبی سنہ ۴۹ - ۱۹۵۰ء میں حیدرآباد سے شائع ہوئی ہے گرچہ اس کے نسخۃ الخط کے حوالے علامہ میمنی کے ذیول و حواشی میں بھی نظر آتے ہیں۔

اخیر میں مولانا میمنی سے خصوصی طور پر عرض کرنا ہے کہ عاجز راقم کا مقصد وحید علم و ادب کی خدمت ہے لہذا ان سطور کو نقدبرئی پر محمول کریں، نیز یہ بھی گذارش ہے کہ الطرائف کی طباعت کو ایک عرصہ ہو چکا ہے اس اثنا میں ان کے پاس غیر صحیح مقامات کی تصحیح و اصلاح کے متعلق کافی ذخیرہ جمع ہو گیا ہو گا ان تصحیحات و دیگر علمی فوائد کو اگر کسی رسالہ میں شائع فرما دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا کہ اس دور حرماں میں جبکہ عربی ادبیات سے لوگوں کی دلچسپی ختم ہو چلی ہے الطرائف کے دوبارہ چھپنے کی امید تو نہیں کی جا سکتی۔